جلد ۱۰ — نمبر ۴۷

مضامین غیر

مورخہ ۹ دسمبر ۱۹۲۵ء

سیل تدقیق در سرِ تحقیق

(نمبر ۷)

(تتمہ ۲ دسمبر ۱۹۲۵ء)

"حضرت بیخود نے پڑھنے پن سے کتاب دیکھنے کی تشبیہ زچہ کے تارے دیکھنے سے دی تھی۔ وجہ شبہ ظاہر نہ تھی اب سرِ تحقیق نے ایک وجہ ظاہر کی ہے یعنی سمجھ کر نہ دیکھنا صرف رسم ادا کر دینا۔ اگر جناب کی موشگافیوں کا معیار قرار دی جائیں تو مرد شجاع اور شیر کی نہایت مشہور اور پرانی تشبیہ بھی غلط ہو جائیگی اسلیے کہ شیر میں شجاعت ہے مگر ڈھال تلوار نہیں باندھتا۔"

اس عبارت میں غالباً سہو کاتب سے حسب دستور کچھ غلطیاں پائی جاتی ہیں۔ خوردہ گیری کی ضرورت نہیں لہذا ان سے قطع نظر کر لی چاہیے نتیجہ نکلتا ہے کہ مرد شجاع کی تشبیہ شیر سے جائز ہے تو تارے دیکھنے والی زچہ کی تشبیہ طالب علم سے بھی جائز ہے۔ (وبالعکس) طالب علم سمجھ کر کتاب نہیں دیکھتا زچہ سمجھ کر تارے نہیں دیکھتی۔ زچہ کے واسطے سمجھ کر تارے دیکھنا لازم ہے طالب علم کے لیے سمجھ کر کتاب دیکھنا۔ ایک سمجھ کے اجرام سماویہ پر نظر نہیں ڈالتی اور یہ نہیں کہتی "ربنا ما خلقت ھذا باطلا" دوسرا دوائر و اشکال کتابیہ پر غور نہیں کرتا۔ وہ البیلی ہے یہ البیلا ہے اُسکی طبیعت میں ڈومنیاں گاتی ہیں۔

"البیلی زچا میری خوب بنی"

سکی بے شعوری پر استاد جی بھی سے چوتڑوں کا اشارا بجاتے ہیں جس طرح شیر کی مشہور صفت شجاعت ہے اسی طرح زچا کی مشہور صفت ہے بے پروائی کے ساتھ لیٹے لیٹے تارے دیکھنا مرحوم آزاد نے ایسے پڑھنے والوں کی تشبیہ جنکا مقصود پڑھنے سے معرفت بڑھانا نہیں ہے بکری کے ساتھ دی ہے، وہ ایسے انسانوں کو جانور سمجھتے ہیں۔ ہمارے بیخود صاحب ایسے طالب علم کو زچا سمجھتے ہیں جسے کم از کم نجومی یا منجم ہونا چاہیے مانا کہ تشبیہ تام بھی ہوتی ہے ناقص بھی ہوتی ہے مگر وجہ شبہ سے کوئی تشبیہ خالی نہیں ہوتی۔ غالب نے بھی میخانہ جنوں کی وسعت ثابت کرنے کے لیے کاسۂ گردوں کو [illegible] خاک کا انداز سے تشبیہ دی تو اسمیں وجہ شبہ موجود ہے جو شاعر کی وسعتِ تخیل کی دلیل ہے مگر زچا کے تارے دیکھنے یا اچھوائی سٹھورا کھانے کو طالب علم کے مطالعہ سے کوئی لگاؤ نہیں ہے رسمیں بہت ہیں اگر لگاؤ ڈھونڈھیے تو کھینچ تان کے ہر ایک رسم اس قسم کے مطالعہ سے مشابہ ہو سکتی ہے مگر یہ کوئی لطفِ کلام نہیں۔

ہم نے اپنے پہلے مضمون میں لکھا تھا کہ:۔

"ہم نے ایسا زمانہ پایا تھا کہ اُردو ایک لطیف زبان سمجھی جاتی تھی"

اس فقرے پر بیخود صاحب "طلبا ز(الالف)" سے خطاب فرماتے ہیں:۔

"آگے بڑھنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آجکل کے پڑھنے والوں سے معذرت کروں جنکے ان کے مطالعہ کے متعلق یہ لکھ دیا تھا کہ کتابیں اسطرح دیکھی جاتی ہیں جس طرح زچا تارے دیکھتی ہے مگر اودھ پنچ کے پرچے دیکھنے سے مجھے عبرت ہوئی کہ صرف آجکل کے طلبا ز(الالف) ہی نہیں بلکہ وہ لوگ بھی اسی طرح کتابیں دیکھتے ہیں جنکا یہ دعوے ہے ہم نے ایسا زمانہ پایا تھا ...... الخ" اس تشنیع کے دو جواب ہیں (۱) ہمارا دعوے تجربہ پر موقوف ہے صاف اور صحیح اردو لکھنے پر وہی لوگ قادر ہیں جو پرانے پنچ کے نامہ نگار رہے ہیں ابھی تک وہ ایک لکھنے والوں کے سوا دوسرے [illegible] خوشامد تلاش اور محنت سے بھی نہ ملے۔ ادبی رسائل ہمارے پیشِ نظر ہیں۔

(۲) معذرت بجواب معذرت یعنی:۔

"آگے بڑھنے سے پہلے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم اُن لوگوں سے معذرت کریں جنکے نظم و نثر پر ہم نے نیک نیتی کے ساتھ محض بغرض اصلاح زبان نکتہ چینی کی ہے یا یعنی کہ ان میں کوئی بھی غالب کے اردو کلام کے سمجھنے سمجھانے کا دعویٰ کرنے کے باوجود لیاقت علمی نہ تھا جو شرح صاد سے لکھتا ہو یا طالب کی جمع طلبا بنائے غلطیوں کی پیروی پر ہر وقت کمربستہ تیار ہو اور املا کی صحت سے بے پروا ہے۔ اہل فہم حضرات نظر کا مقابلہ کرے اور سند لائے کرسی اور کا کوئی یا گزائل اُس پار والے گروہوں کی مستند ادیبوں کی سندیں پیش کرے تو سیں ہوا ہے مفید مطلب نمون خصم یا مدعی یا مستحق کے فائدے اور مطلب کی ہوں۔ اعتراض ہوگا معجز بیانی یا جذبات پر اور سند عنایت ہوگی جدت رقیب آفرینی۔ سجدہ ارم آفریں۔ نزاکت آفرینی۔ مرگ آرا۔ وحشت کدہ قیامت آرائی۔ پھر سند بھی کس کی شرر کی یا مومن خاں کی جو فارسی کے صاحب زبان نہیں ہیں۔ یا مسیح گلشن کی جو کوئی مستند کتاب نہیں اور جس کا مصنف ہندی ہے۔ جو نزاکت آفریں سکتے جیسے نہیں:۔

(نازک فارسی لفظ ہے نزاکت عربی اسکا جعلی مصدر فارسیوں نے بنایا تو ہے مگر فصحا اسے استعمال نہیں کرتے) اسطرح کی سندیں انسان اگر تلاش کرنے پر آمادہ ہو تو ہر غلطی کی سند ہر وقت مل سکتی ہے کچھ ضرورت اسکی بھی نہیں کہ غیر معروف پرانے شاعر یا صاحب الجیل جدید شعرا تلاش کیے جائیں۔ بیخود صاحب خود بھی سند ہیں۔ مرداں سگو نید کہ بے وضو نماز نمی شود [illegible] پہلا یہ قیاس کسی محاورے میں چل سکتا ہے کہ نفس مرگ آرا اہل زبان نے باندھا ہے تو ہم بھی معجزہ آرا کہہ سکتے ہیں یہ گرچہ زبان نہ ہے تو کہا جائے ہیں کیا خرابی ہے۔ خالی "آرا" پر اعتراض نہیں ہے جو آپ ہر بڑھئی کی دکان دکھاتے ہیں۔ مومن خاں ایک مطبوع شاعر ہیں اُنکی طباعی میں اشتباہ نہیں مگر خود اُنکے معاصر بھی اُنھیں درست ترکیب میں حد اعتدال سے متجاوز سمجھتے تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ آپ بھی مومن خاں کی طرح

بے احتیاطی کا اُستاد اپنے عشق کو فرض کریں لیکن ایسی صورت میں آپ کو دوسروں کی سند پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

آپ غیر زبانوں پر تصرف کر سکتے ہیں مگر اپنی زبان کی حد میں رہ کے۔ یہ نہیں کہ بنائیں مستند و معتبر فارسی یا عربی طرف استعمال بھی کرتے رہیں۔ جو کوئی ڈھکے تو آپ کے سرہو رہیں۔ مومن خاں کی ترکیبیں یقیناً قابل نظر ہیں اور ہرگز قابل تقلید نہیں مثلاً وہ فرماتے ہیں ؎

فراق غیر میں ہے بیقراری یاب اپنا سا
بنایا تو نے اُسکو بھی دل بیتاب اپنا سا

بیقراری یاب فارسی ترکیب ہے جس کا موجد ایک مبتدی ہے یہ سراسر خلاف محاورہ ہے۔ خاں صاحب نے بیقرار کا مفہوم بیقراری یاب سے بضرورت قافیہ لیا ہے۔ ایک قصیدہ میں کہتے ہیں ؎

سیاہ پوش جل ہو دروں ماتم سوزش

اہل انصاف خود ہی غور فرمائیں کہ دروں یہاں پر محل استعمال ہوا ہے؟ کوئی ایرانی درکی جگہ دروں نہیں کہتا۔ دروں کا محل استعمال مخصوص ہو سکتا ہے کہ باوجود ایسے صاحب الطبیل ہونے کے بھی مومن خاں کے متروکات میں آپ کو معجزہ آرائی ملی۔ مومن خاں کا یہ گناہ ہرگز عفو کے قابل نہیں اگر وہ جذبات دل جذبات حسن اور معجزہ آرائی کہ کے چھوڑ جاتے تو کچھ خاص گلہ نہ کرتا آج آپ شکلوں میں نہ پھنستے حضرت یہ تو فرماتے ہیں :- دو ترکیبیں ملاحظہ ہوں :- خاطر مجموعہ اور درویش :-

کہ خاطر مجموعہ اور درویش باشس
نہ در بند آسائش خویش باش

(بوستاں بلبل شیراز علیہ الرحمہ) خوب دل آشنا ہے :-

باکا و کاو غمزہ نظیری اخر نہ ماند
فارغ نشیں کہ خوبی آشنائی تو رفت

مگر یہ نہیں کہتے کہ ان دونوں ترکیبوں میں غلطی کیا ہے۔ انکی صحت میں کسے کلام ہے؟ ان کا یہاں کیا محل تھا؟ ہم بھی اگر آپ کی طرح کچھ گھبرائے ہوئے ہوں تو کہہ سکتے ہیں :-

کو اطلال :- علامہ جوش ؎

آغا تقی کے باغ میں کو اطلال ہے
پردہ اُٹھا کے دیکھو تو سوتی کا جال ہے

چھپے کی گلی (مالیسو صفحہ ۱۲) ؎

آتا تھا بڑی دور سے گلی تاگلی
چھپے کی گلی توڑ کے دیتا تھا وہ :- ئی

علی جان کے خالو - بشن طراز (صفحہ ۱۰) ؎

اس شان سے آتے تھے علی جان کے خالو
اک ہاتھ میں گلیاں تھیں اک ہاتھ میں آلو

لڑکا سُنار کا - خواجہ جوہر (کلام غیر مطبوعہ) ؎

آغا تقی کے باغ میں گھسا انار کا
چھاتی پھلانگ کے مرگیا لڑکا سُنار کا

لوڈھ پھٹانی - نسخہ حکیم بخش (مطب) ......

لوڈھ پھٹانی چاکسو سے مقشر جھنگی بریان نیلا تھوتھا ہے خالص در عرق سونف جبیدہ ضماد نمائند کو اغذات منتھو تھا - لالہ لکھمی چند (صفحہ ۳۴)

امروز لالہ تھو لال چند کو اغذات منتھو تھا ذہبی کلاں نقل نمودہ پیش دیں ضعف لالایاں آوُذاہ لیکن یہ تمام منقولات مہمل ہیں اور مہمل ہی رہینگے اور اس قسم کے حوالے شیکسپیر پریشاں مندی نژاد کی صحت دلیل نہ کرینگے - واہ رے پریشاں تو نے بھی کیا اسعد کا دبدبہ بڑھایا ہے کہ کلام دیکھے تو دم ہی نکل جائے - ایک ہی جلد میں نسب نامہ اور مذہب دونوں موجود - اے حضرت ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ عربی فارسی الفاظ بولے ہی نہ جائیں اعتراض یہ ہے کہ ایسے الفاظ کی نشست اور ترکیب جملے کی فصاحت پر پانی پھیر دیتی ہے -

ایسی ترکیبوں سے بھلی چنگی بول چال بگڑتی ہے ہرگز حشمت نہیں بڑھتی - آپ نے ہماری عبارت نقل کرنے میں بھی دیہاتی پن دکھایا ہے ہم نے ہرگز چھار کی جگہ چھاڑ نہیں لکھا - یہ چھاڑ یا مچھر آپ ہی کو مبارک رہے ہم نے "ٹاٹ کی انگیا اور مونج کی بخیہ" کا محاورہ بالکل برمحل استعمال کیا ہے۔ ٹاٹ انگیا بنانے کے قابل نہیں، مونج بخیہ کرنے کے لائق نہیں دیکھیے ہم میں اور آپ میں یہی فرق ہے یہ محاورہ اگر آن بن رہے جوڑ، کے ہم معنی ہوتا تو یوں کہتے "ٹاٹ کی انگیا میں مونج کی بخیہ" اور اسوقت آپ کا یہ فرمانا صحیح ہوتا کہ "جیسی معمولی چیز ہو ویسا ہی معمولی اُسکا سامان بھی ہونا چاہیے" انگیا ایک خاص پہناوا ہے دلی اور لکھنؤ کی بیگمیں اب بھی پہنتی ہیں مگر اسکا رواج اُٹھتا جاتا ہے، اسکے واسطے عمدہ ریشمی یا ایک نرم ملائم کپڑا مناسب ہے خدا غارت کرے اُس جوبن کو جس پر ٹاٹ کی انگیا کسی جائے، اسی طرح بخیہ کے واسطے مہین تاگا یا ریشم مناسب ہے نہ مونج۔ کوئی گنواری شہر والی تو دیکھے کے ٹاٹ کی انگیا پہنتے یا مونج کو بخیہ کے کام میں لائے تو وہ اپنے تئیں ہنسوائے گی۔ بندہ پرور! خدا کے لیے اُردو سیکھیے ورنہ لوگ کہیں گے کہ حضرت بیخود نے اُردو کی انگیا کے لیے ٹاٹ پسند فرمایا ہے اور بخیہ کے واسطے تخ نہیں خیال نہیں۔ ریشم نہیں بلکہ مونج ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ معجزہ آیات اور سجدہ ریختہ فارسی والوں نے بھی نہیں کہا وہ ہندی نژاد ہوں یا ایرانی، اور اب بھی یہی کہتے ہیں۔ معارضہ بیجا اُسوقت صحیح ہوتا جب ہم کہتے "فردوسی پرستان .... ہندی نژاد" آپ اپنے دل میں ناحق رنجیدہ ہوتے ہیں لفظ نژاد پر ہم معترض نہیں ہیں۔ آپ کے پالغز قلم کی قسم عربی فارسی الفاظ سے ہمیں کوئی عداوت نہیں۔ اصطلاحیں سب عربی ہیں ہیں عروض و معانی بیان یا دیگر علوم و فنون کی اصطلاحیں اگر لکھنی پڑیں تو ان کا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا۔ اکثر اصطلاحیں تو ایسی ہیں جنکا ترجمہ دو تین لفظوں کی ترکیب سے بھی محال ہے۔ آپ نے ہماری اس عبارت سے معارضہ کیا ہے "داد کے جتنے ملحقات ہیں سب بے معنی"۔ آخر اس معارضہ کا استحکام جب ہی قابل تسلیم ہو سکتا ہے جبکہ آپ **ملحقات** کا ترجمہ کیجیے مگر خیال رہے کہ ترجمہ ایک لفظی اور ادائے مطلب پر حاوی ہو۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ہم استعارہ و کنایہ کے دشمن ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ یہ صرف حضور کی رسائی عقل ہے۔ ہم تو ہر عبارت کو لفظی و معنوی صنائع و بدائع سے آراستہ دیکھنے کے مشتاق ہیں اور اسی کی پیروی کرتے ہیں ورنہ کبھی آپ سے تعرض نہ کرتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ استعداد حاصل کرنے کے قبل کوئی شخص کمال کا دعوے نہ کرے اب دیکھیے ہمیں آپ سے شکایت ہے کہ آپ ہمارے اعتراضات بھی نہ سمجھے۔ اور جواب دینے پر تیار ہو گئے۔ پھر جواب بھی کیسے معقول؟ کہ واہ۔ دوسری مصیبت یہ ہے کہ آپ نظم و نثر دونوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنا چاہتے ہیں یعنی نظم میں مجبوریاں زیادہ ہوتی ہیں ایک خاص وزن اور بے تُلے الفاظ میں شاعر اپنا پورا خیال ظاہر کرنا چاہتا ہے مگر نثر لکھنے والے کے واسطے یہ دشواری نہیں ہے۔ کبھی شاعر اچھا لفظ انتخاب کرتا ہے مگر وہ اس بحر میں نہیں سماتا لیکن نثر لکھنے والا آزاد ہے پس اگر شاعر کوئی غیر مانوس لفظ اپنے شعر میں نظم کر دے تو وہ چنداں قابل لحاظ نہیں۔ آپ نثر عبارت لکھ رہے ہیں پھر بھی ادائے مطلب میں تجشم و تکلف و تنافر نہیں دیکھتے۔ آپ یہ ملاحظہ کرتے ہیں کہ ذوق نے منخسف نظم کر دیا مگر اسکا لحاظ نہیں کہ یہاں قمر منخسف کے سوا اور کوئی لفظ آ ہی نہیں سکتا۔ ذوق کا شعر ہے ؎

رہے ہے جیوں قمر منخسف سدا بے نور
سیاہ بختوں کے بالین قبر کی قندیل

اب ایک کام کیجیے دوسرا مصرعہ جیوں کا تیوں رہنے دیجیے اور پہلے مصرعہ کے الفاظ بدل کے یہی مطلب ادا کر دیجیے۔ علی ہذا القیاس جناب میر انیس مرحوم کے اسی مصرعہ میں "گردن جھکائے رہتا ہے وہ مالک الرقاب" جو فائدہ اور حسن مالک الرقاب سے ظاہر ہوتا ہے وہ کسی اور لفظ سے ظاہر تو کر دیجیے۔ اچھا یہ نہ سہی آپ اس مصرعے میں عز و اعتلا کے مرادف اُردو الفاظ تلاش کر کے لگا دیجیے ؎ اس عز و اعتلا پہ زباں بھی رکی رہی
یا اس مصرعہ میں :-

لاریب فیہ مصحف ناطق کے جاے ہیں

مصحف ناطق کا ترجمہ نظم کر دیجیے لیکن ہمارا اطمینان ہو جائے کہ آپ کے ترجمہ پر لوگ ہنسیں گے نہیں یا "ہر جزو تن کو لا یتجزے بنا دیا" میر صاحب کا مصرعہ ہے آپ جزو لا یتجزے کا مرادف کوئی ڈھونڈھ لائیے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ ہرگز ہماری فرمائشوں کی تعمیل نہیں کر سکتے۔ لہذا اپنے "شیکسپیر پرستان ہندی نژاد" کا مقابلہ صاحبان کمال کے افادات سے نہ فرمایئے۔ اور سمجھ لیجیے کہ حضرت طباطبائی "کون فسانہ نشو و نما پائیں" کہنے میں برسر حق ہیں اور آپ "شیکسپیر پرستان ہندی نژاد" کہہ کے اُردو کا گلا کند چھری سے کاٹتے ہیں۔ تعجب ہے کہ آپ نے "شیکسپیر پرستان ہندی نژاد" کی فصاحت کا مقابلہ **مصحف ناطق** سے تو کیا لیکن **قرآن صامت** کو چھوڑ دیا۔ سرکار! ہو سکے تو آپ اپنے "شیکسپیر پرستان ہندی نژاد" کو قرآن میں لگا دیجیے۔ دیکھیے ہو سکے نہیں قسم ہے لالہ قتیل کی مدح کی بے مثل جلد ہے (باقی آئندہ)

راقم

دربار شعراء

غزل

(از خامہ منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی شاعر دربار ہما)

یار گویا اک مسالہ پیسنے کی سل بھی ہے
جب تو بٹنے کی طرح پتھر کا اسکے دل بھی ہے
ضل سوا میں جیسے لڈو بنا کر بیچ لیں
لب میں شیرینی بھی ہے چہرے پہ صندل بھی ہے
جس جگہ پر ہو شری سودائیوں کا اک ہجوم
ہے وہ پاگل خانہ بھی اور یار کی محفل بھی ہے

یوں ہی پڑ گرنے کو گزرے سے گیبن آ پہنچے
پھر آ اک تھانہ پولیس کا قبر کی منزل بھی ہے
عشق کا افسانہ انگریزی میں جب اُترے گا
ہنس کے فرمایا کہ یہ قصہ بھی ہے ناول بھی ہے
عمر بھر گھوما کیے ناقہ کی دم کے ساتھ ساتھ
وہ میاں مجنوں نہ سمجھے اسکا کچھ حاصل بھی ہے
مرنے والوں کی بنائی جاتی ہیں قبریں جہاں
نام تکیہ بھی ہے اُسکا کربلا قاتل بھی ہے
وہ کھڑے ہیں سرو قامت کے بلحاظ مستقیم
نا دو یہ سرقد کا گرا ایک ڈولٹ انجل بھی ہے
جب دہن غائب، کمر معدوم نکلا یہ حساب
حسن پر معشوق کے زیرو بھی ہے ڈوئیل بھی ہے
پیٹ میں ہوں جس کے دو بچے یہ ہے وہ حاملہ
حال بھی پیدا ہے مستقبل بھی ہے
چاہیے کھچڑی کیوں نہ بیماروں کو دیجائے غذا
یہ غذا بھی قصر تن کے واسطے کنگل بھی ہے

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۱ و ۵)

بحکم خان بہادر نواب سید محمد سلطان صاحب آنریری منصف
نمبر مقدمہ ۳۰۵ سنہ ۱۹۲۵ء
عدالت آنریری منصفی شمس آباد و کیمگنج ضلع فرخ آباد
موہن جیت و [illegible] ساکن قصبہ [illegible] پرگنہ شمس آباد و کیمگنج ضلع فرخ آباد — مدعی

بنام

[illegible] — مدعا علیہ

ہرگاہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش باجرائے [illegible] کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ جنوری ۱۹۲۶ء بوقت ۱۰ بجے دن کے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حالات سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور کل امورات متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جسکے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوے کی کرو اور ہرگاہ کہ تاریخ جو تمہارے حاضر ہونے کے لیے مقرر ہے وہی انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اسی روز اپنے جملہ گواہوں کو حاضر کرو [illegible] اور تم کو اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور منفصل ہوگا۔

بثبت مہر عدالت کے آج بتاریخ [illegible] دسمبر ۱۹۲۵ء جاری کیا گیا۔
بحکم [illegible]

سُنا ہے میری زبانی جوڑ کرنا لوں کا
دھڑک رہا ہے کلیجا سنانے والوں کا

دل بھی کیا چیز ہے خصوصاً دھڑکنے اور دہلنے والا دل۔ کہتے ہیں کہ خدا نے میاں دقیانوس کو بھی دہل جانے اچھل پڑنے والا دل دیا تھا۔ ایک دن تخت خدائی پر میاں دقیانوس تشریف رکھتے تھے اتنے میں ایک بلی دھم سے کودی ادھر وہ کودی ادھر ان کا دل اچھلا۔ دل کے ساتھ سارا دل اچھل پڑا چنانچہ خدا کے بندے جنہیں اصحاب کہف کہتے ہیں اس اچھل کود سے متأثر ہوئے اور دل میں کہنے لگے یہ کیسا خدا ہے کہ اپنے بندوں سے دہلا جاتا ہے۔ بلی کے چھلانگ مارنے پر زیادہ سے زیادہ "بل" کہنے کی ضرورت تھی نہ اچھل پڑنے کی۔ اصحاب کہف کی ہجرت کے واسطے بلی کودی اور دقیانوس کا دل ہلا۔ ہمارے ایک دوست بھی دقیانوس سے کچھ کم نہیں ہیں ایک زمانہ تھا کہ آپ کا دل کبھی نہ ہلتا تھا مگر اب تو ہر ایک بات پر دھڑ دھڑ کرتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ آپ کو خدا کی خدائی پر حسد ہے جب تک خدائی کا زور دل میں تھا اُس وقت تک آپ ایک دنیا چھوڑ لارڈ ریڈنگ سے بھی لڑنے پر آمادہ تھے جسکی آگ کا بُرا ہو جس نے دعوئ خدائی کا پیدا کیا ہوا خون جلا دیا۔ لیکن اب بات بات پر نہ ہلے نہ دہلے نہ اچھلے نہ کودے تو کیا کرے۔ تنظیم کی صدا پر دل ہلا۔ ہاتھی کے جلوس پر دل ہلا۔ یہ وہی دل ہے؟ قید و بند کے غل اور زنجیر و سلاسل کے شور پر نہ ہلا تھا۔ ہاتھیوں پر چڑھ کے گلے میں ہار ڈال کے گلی کوچوں میں پھرتے اور اللہ اکبر کے نعروں سے نہ ہلا تھا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ ڈاکٹر کچلو ہی جیسی ترے سر ہو سے کان" کہتے ہاتھی پر چڑھتے تو اسی دل میں پھلکے لگ گئے اور لگا جھوم جھومتے اور الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل" کا ورد کرنے۔ حسد نے ہاتھی جھومتا بھلا چنگا دودھ کا گھڑا کھاتا تند کا ڈلا" یاد دلایا۔ دل نے آہ سرد بھری تنظیم کی اہمیت خفیف نظر آئی سار برقی کی شعاعیں

پیریں سکول کا بہترین انتظام سنت مالویہ و تنظیم دونوں کھیل ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے نظر آئے جھٹکے پہ جھٹکا محسوس ہونے لگا۔ یہ جھٹکے اور دل کی بیٹ سے شروع ہوکے ہاتھوں کی نبض تک پہنچے ہیں پھر نبض کے اتصال سے قلم کی روشنائی میں اثر کرتے اور صفحات روزنامہ پر ہویدا نمایاں ہوتے ہیں مگر بیبسی کے چلتوں جو دل ہلا ہو اسکی جنبش قہری ہوتی ہے ارادی نہیں ہوتی لہذا پاس پڑوس کے رہنے والے اپنے بیگانے بچ نہیں سکتے چنانچہ جب علی گڑھ والے صاحب نے ایک ڈال انڈیا مسلم مجلس کے انعقاد کی خبر دی تو اس خبر نے بھی دو تین مرتبہ دل ہلا دیا اور صاحب دل پکار اُٹھا۔

"سر را دھر ودھر کلیجا ہوئے رہے"

آپ جانتے ہیں ہر چیز کو بڑھتے بڑھتے آل انڈیا ہو جاتا اوجن تجارت سے خود بدولت کے اغراض ذاتیہ کی بہتری میں پادرہ پہونچتی تھی انکا ٹوٹ کے آل انڈیا سے بانی آل انڈیا و سیاست انڈیا کے واسطے انڈیا بھی نہ رہنا کیا عمل خاموشی اختیار کرنا دل ہلا دینے کے قوی اسباب میں داخل ہے اُسکے بعد مسلم ہونے کا نمبر آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مسلم خدا و رسول کے ماننے والے کا نام اب نہیں ہے مسلم وہ ہے جو دو بھائیوں کا کلمہ پڑھتا رہے لہذا کوئی دھنگی مسلم نہیں ہو سکتا جب تک کہ میدان سیاست ان میں سے کسی ایک پہلوان کے ٹھاٹھ نہ دکھائے پس جو دھنگی انکے تھپیڑے تھپکتے ڈیل سے خالی ہے اُس نے مسلم ہونے کا شرف کیونکر حاصل کیا! یا رو وہ سنت مالویہ کا پیرو ہے مہا بیر دل کا سنگ ہے وہ ضرور اپنے دعوے اسلام سے دل ہلا دینے والا ہے۔ بڑے بھائی صاحب مع مبالغہ بقول کسے ایک ہاتھی کی یخنی پی جاتے ہیں "کلا ٹلے سر بلا ٹلے" پر عمل ہے۔ آموں کی دعوت درخواست دے کے کرواتے ہیں اور کھانے پینے کے بارے میں "بنارس کے لڈو کھانے والوں سے شرط جیتنے کا دعوے رکھتے ہیں اپنی سپاہ گری کے رجز بھی پڑھتے ہیں اُسپر بھی سنت مالویہ کے پیرو نہیں ہیروں ہیروں کی



لہرا:- اب توری بانکی بانکی چتون - اب توری بانکی۔

مداری:- آخر بیچ گئے۔ نہ دیکھتے تو چوٹ کرنے کے لیے منھ کھولتے - اب توری بانکی بانکی.....

نہیں بلکہ ہر شخص کو جانکنی میں حائل ہو گالیاں دیتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں بیا ہیں پھر بھی اُنھیں لوگوں کے گھر پہونچتے اور دعوتیں اڑاتے ہیں نہ دل ہلاتے ہیں نہ ڈاڑھی - خراتے ہیں نہ لجاتے ہیں ٹھسراکے چوپوں سے بازی بیجاتے ہیں اُسپر بھی سنت مالویہ کے پیرو نہیں ہیں - مدد اسوقت یہ بیہودہ سا شعر یاد آتا ہے ؎

سامان دغا اور بھی لائے علی اکبر
لٹھ باندھ کے میدان میں آئے علی اکبر

بلکہ فرماتے ہیں ؎

الٰہی زمن سعدہ سن مرغبال
دگر ہرچہ بخشد بخشیدہ باشد

جو دستخط اطعمہ کی وصیت پر عمل ہوتا ہے ؎

چو نان و خربزہ بینی شہید کن خود را
کہ مرگ اے چنیں خوشتر و لیل تر دہ ولیست

غور کا مقام ہے کہ نشانہ بازی سپاہ گری کے فنون اور شناوری کا سیکھنا بموجب احادیث مسلم کے واسطے ضروری ہے اگر علی گڑھ والوں نے ایک دنگل بنایا اور اسے آل انڈیا مسلم دنگل کہا تو دل کیوں ہلا اور ساون میں نہیں عین پوس کے مہینے میں ہریری کی جگہ سنت مالویہ نظر آنے لگی - یا وہ وقت یاد نہ رہا جب بڑے بھیا غیر مسلم کو خادم خلافت بناکے تمغہ جس پر آیت لکھی ہوئی ہے حوالہ کرتے اور سینے پر اپنے ہاتھوں سے لگاتے تھے اُسوقت دل نہ ہلتا تھا مسجد میں سوامی منبر رسول پر وعظ کرتے تھے اُسوقت سنت مالویہ فراموش ہو جاتی تھی دل ساکن رہتا تھا لیکن خدام الحرمین کا نام جو نہ حدیث ہے نہ آیت ہے نہ ایسی چیز جس کا مَس کرنا شرعاً بے طہارت حرام ہو پہلوانوں اور باسیوں کے سینے پر دیکھتے ہی دل ہل گیا ننھا سا کلیجا پھڑ پھڑایا سنت مالویہ حافظہ کی دلی سے ابھری اور زبان قلم پر آنے لگی - قرآن کی اہانت دل ذرعۂ شرع اسلام ہوئی کو کچھ نہیں ہاں مگر اس دنگل میں شریک ہونا گناہ کی توہین ہے - واللہ حیا ہونا اور حیا سے بلا قدر رکھنا بھی عجب کا آدم جیز ہے -

دوسروں کی فتح دیکھ کے اچھا ناکامی ہر شخص کو یاد آتی ہے مگر ایسے شخص کم ہیں جو یوں اعلان کے ساتھ حسد کا اظہار کر بیٹھتے ہوں مثلاً ڈاکٹر کچلو - مولانا حسرت - مولانا عبدالباری - شاکر نواب علی - مہاراجہ صاحب بہادر محمود آباد - مسٹر مشیر حسین قدوائی - سید جالب دہلوی - سید حبیب ایڈیٹر سیاست - اور خدا معلوم کتنے نامور اشخاص کی توہین اسی حسد کی بدولت کرتے رہے - گویا ان میں سے جس کسی نے شہرت و نام آوری میں حصہ لیا وہ آپ کا حریف ہو گیا - جیسے حسد ثابت ہے واسطے میرے اور میرے بڑے بھائی کے - چاہے ہم جتنی بڑائیاں کریں مگر قابل مدح و ثنا ہیں - سنا ہے کہ میدان سیاست میں مسٹر جینا کو اسوقت کسیقدر کامیابی کی امید ہے لہٰذا اب اُن پر دل ہل رہا ہے - واقعی ہے بھی یہ دل ہلا دینے والی بات - کیونکہ مسٹر شاستری ڈاکٹر سپرو - ڈاکٹر پرانجپے وغیرہم تو فہرست میں نظر آتے ہیں - مگر قائد اعظم ملک قائدین اعظمین کا نام اس پارٹی میں نہیں ہے لہٰذا یہ پارٹی اقطع وابتر ہے اور ضرر رساں ہے -

واقف

ایسا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل
آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل

ادب لطیف

مولانا پنچ! یہ ایک جدید اصطلاح ہے - اور ایسی عیب پوش اصطلاح ہے کہ اسکی آڑ میں پیٹ بھر کے بیہودگیاں بکیے کیا مجال جو کوئی چوں بھی کرے - دوسرا وصف یہ ہے کہ اُدبائے لطفا آپس میں اتنا میل جول رکھتے ہیں کہ بھولے سے بھی ایک دوسرے پر اعتراض کرنا ان کی تہذیب میں حرام ہے - زبان گنگی چوٹے کی جڑ میں اگر ہیں ہمیشہ مہذب اور متین و سنجیدہ یعنی مضبوط بیٹے خرانٹ یعنی ناک ہو تو گرفتار یعنی چیتڑ ہوئے بیزار یعنی بالو کی طرح خشک یعنی فرش یعنی کاتو رخسار یعنے خورش یعنی سے نور یعنی مٹی کا نمونہ کا لقب حاصل کرنا ہے تو لازم ہے کہ خود بھی غلطی میں عمداً مبتلا ہوں اور دوسروں کو بھی مبتلا ہونے دیں - اصلی ریفارم یہی ہے اسکا پھیلاؤ رفتار گفتار عادات اطوار تک ہے - اسی کو نئی روشنی بھی کہتے ہیں کسی قید کی پابندی نہیں گناہ کبیرہ سمجھی جاتی ہے چنانچہ کوٹ پتلون پردہ سوزی اور دیگر حرکات سے قطع نظر نظم و نثر بھی اسی دائرہ میں داخل ہے چند روز اُسطرف کا واقعہ ہے کہ ایک چھپا ہوا کاغذ ڈاک میں بندہ کے پاس آیا - اس کاغذ کا سر ابھی نہ تھا اور دُم بھی ندارد - لیجئے سرنامہ سالم ہوتا تو مصنف کا نام و تخلص معلوم ہو جاتا اور دُم نامہ ہوتا تو تخلص کا پتا لگ جاتا - اس کاغذ میں ایک غزل کے چند شعر چھپے ہوئے تھے چونکہ یہ ادب لطیف کا نمونہ کہے جا سکتے ہیں لہٰذا میں ادبائے عہد حاضر کو انکی لطافت سے محروم رکھنا نہیں چاہتا - مطلع عرض کیا ہے ؎

ہمارے حبیب ہمارے اب ہمارے کہیے کیا مطلب
غرض انکو غرض سے کیا غرض مطلب کیا مطلب

اشعار کی لطافت - چونکہ دونوں مصرعوں میں ایسا شیلا ربط ہے کہ بفرط لطافت محسوس نہیں ہوتا صرف آواز سنائی دیتی ہے دوسرے الفاظ بھی معانی کے محتاج نہیں ہیں لہٰذا اب مضمون نگار کو اختیار ہے کہ شعر خود کو اور اپنے ان الفاظ کو مرادف المعنی خیال کرے ؎

ڈھبا ڈھب ڈھبہ ڈھبا ڈھب ڈھبے ڈھبا ڈھبے ڈھبا ڈھب
لبا لب لب لبا لب لب لبا لب لب لبا لب لب

سوتیلے بھائیوں میں لاکھ کھٹ پٹ ہو مگر وہ بھائی بھائی سمجھے جاتے ہیں لہٰذا الفاظ کو سمجھنے سے یا مصرعۂ اولیٰ کو ثانیہ سے ربط ہو یا نہ ہو آپ دونوں مصرعوں کو مرتبط سمجھئے - اور شعر سنیے ؎

عزیزو اقربا بے سبب وہ ظلم ڈھاتے ہیں
خطاوار محبت کو ہیں ہیں سب کے کیا مطلب

آج تک معشوق کے بھائی بند یعنی برادری اور کنبے والے رشک رقابت سے محفوظ تھے مگر شاعر لطافت شعار نے یہ کسر بھی پوری کر دی - اسکے علاوہ معشوق صرف عاشقوں پر بدخوئی کی مشق کرتا تھا اب یہ سنت شاعر نے ایجاد کی کہ باپ بھائی بہن کے ساتھ بھی ظالمانہ

برتاؤ معشوق صاحب نے اختیار فرمالیا۔ ایسا حرامزادہ عاق پدر ننگ مادر معشوق کسی نے نہ دیکھا ہوگا۔ نہ ایسا عاشق کہ ساس سسر سے اپنے معشوق کے والدین یا معشوق کے بھائی اپنے سالے سے رشک کرے۔ مگر نہیں فی الحقیقۃ یہ ایک نئے قسم کا ایثار ہے۔ جو لوگ ساس سسرے اور سالے سے محبت رکھتے ہیں وہ انکی عوض بیٹا اور سالا بیٹا کا گواہ کرلیتے ہیں۔ دامادی کا حق ضائع نہیں کرتے۔

دوسرا شعر ہے ملاحظہ فرمائیے ؎

جو مضمون خط پر شوق سیراوہ نہیں پڑھتا
یہ مطلب ہے کہ مجھکو سمجھ مطلب ہے کیا مطلب

صرف معشوق کی جہالت کا ثبوت ہے ورنہ مضمون خط پر شوق ہے تو اسی قابل کہ معشوق صاحب چاہے بی اے کی ڈگری پاس رکھتے ہوں مگر سمجھ نہ فرمائیں معلوم ہوتا ہے کہ خط کے سرنامہ پر مطلع معشوق نے دیکھ لیا اور اسکی سمجھ میں نہ آیا شکایت بے محل ہے۔ تیسرا شعر ہے ؎

خدا کا نام بھی لیتے ہوئے میں ہچکچاتا ہوں
وہ پوچھینگے تمہارا نعرہ یارب ہے کیا مطلب

واقعی سوال مشکل ہے اور جواب اس سے بھی زیادہ دشوار۔ کیا سمجھئے کہ یارب کہتا ہے تو کسی جنگل میں جاؤ یہاں کس مطلب سے آئے ہو اور اگر مطلب بیان کرو یا تو سمجھے کہ آگئی شامت۔ غرض ہے بات ہچکچانے کی معشوق کا گھر کوئی خانقاہ نہیں تکیہ نہیں صومعہ نہیں دیر نہیں حرم نہیں مسجد نہیں وہاں ایسا وظیفہ کون پڑھے اور پڑھے تو کیوں نہ ہچکچائے۔ چوتھا شعر ہے ؎

الگ جانا الگ آنا الگ جینا الگ مرنا
رہ الفت میں سب کو ہم سے ہمکو سب سے کیا مطلب

اپنی اپنی گور اپنی اپنی منزل کی شرح ہے۔

پانچواں شعر ہے ؎

نہ مذہب ہے نہ مشرب ہے کوئی ہم بادہ خواروں کا
ہمیں مشرب سے کیا مطلب ہمیں مذہب سے کیا مطلب

شعر برا نہیں ہے مگر مطلب آپنا ہے پوچھتے ہیں دوسرے سے ؎ غرض اے شیخ تم کو قبلہ و مذہب سے کیا مطلب
کرم ہے [illegible] تمہیں پوچھو ہے کیا مطلب

راقم
ایک جونپوری

المختصرات

چار مصنف میر آج بھی اپنی اپنی کانفرنسیں بنا چکے مگر ابھی تک ایک قوم نہیں ابھری وہ کون؟ مردہ دلوں کی قوم۔ اس قوم کی ایجاد بادشاہ کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ دس قطبیوں کا سردار قلی بہرو ہے کہلاتا تھا کثرت استعمال سے گھس پس کے "مردہ" ہوگیا حضرت اوبار الجاہلد غالباً آئندہ ہفتہ میں ایک مضمون لکھنے والے ہیں آپ جانتے ہیں حضرت اوبار کو بنیاد کرکے تعلیم بیچ قوموں کے ابھارنے کا اچھا سلیقہ ہے۔

ہمارے خواجہ حسن نظامی کو خدا نے چیل کی سی نگاہ دی ہے بڑی کیسی رشتہ بھی دور سے دیکھ لیتے ہیں چنانچہ آپ نے ان لوگوں کی بھی گوشمالی کی ہے جو زنانخانے یا خرکہ بیٹھ جاتے کے اندر ڈھیلے ڈھیلے سے گھنٹوں استنجا کرتے اور استنجا کو ایک تماشا بنا لیتے رہتے ہیں۔ خواجہ صاحب کو یہ وضع پسند ہے کہ کوئی ڈھیلا ایک ہاتھ میں لے دوسرے ہاتھ سے مگر زیر تھمائے صحن مکان میں اسطرح ٹہلا کریں پیشتر سے بڑھے جیسے مداری ایک ہاتھ میں تو بین ہے دوسرے ہاتھ سے تھیلی کے اندر چھپے ہوئے سانپ کو سنبھالے صفائی دکھانے کی گھات میں باہر لنگوٹے کی خبر لیتا پھرتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ یار دوچار گھنٹیں گو تھیں یہ بیٹھ کے کرنی چاہئیں۔ بات معقول ہے اگرچہ طلبا یہ لطف اٹھانے والے جتائیں گے۔

بعض اخبار کے استنباط سے مترشح ہوتا ہے کہ ایران میں سردار رضا خاں نے شاہی خاص مطلب سے منظور کی ہے ایران میں دو گروہ ہیں ایک وہ جو جمعیت اسلام میں شاہ کا شخصی اقتدار معیوب نہیں سمجھتا اور سلطنت کو ملک خاص قابل توارث خیال کرتا ہے دوسرا گروہ سمجھتا ہے کہ جمعیت اسلام میں بجز جمہوریت کے اور کوئی طریقہ اجرائے کار کا موزوں نہیں ہے۔ پہلا گروہ ابھی تک مسیح القول ہے لہذا اُسے چپ کرنے کی یہی صورت تھی کہ کچھ دنوں کے واسطے شاہی اختیار کرلی جائے اور جب معاملہ ٹھنڈا ہوجائے تو خود سردار صوفی جمہوریت کریں اور سب سے کہہ دیں۔ لے بھائیو اپنے ملک کا اپنے دلوں کا تخت مسند سنبھالو۔

گرما گرم افواہ ہے کہ مسٹر شوکت علی انجمن خدام الحرمین کے ممبر ہوگئے ممبری کی فیس بھی آپنے [illegible] ممبر کو داخل کردی تھا۔ اب تو کسی کو خدام الحرمین کی تطہیر میں شک نہ ہوگا۔ لیکن چرا کہ اب اگر خدام الحرمین جلسہ کریں گے تو مسٹر شوکت علی بھی مدعو ہونگے۔ امید ہے کہ مسٹر محمد علی خدام الحرمین کا پاس نہیں کرتے تو جناب بھائی صاحب قبلہ کا پاس ولحاظ ضرور کریں گے۔

اب کے میونسپل بورڈ کے انتخاب میں عجب وحشت دہشت خیز [illegible] انتخاب کچھ ایسا [illegible] سارے شہر کے حلقوں میں لوگ ابھرے اور [illegible] کی طرح [illegible] وزیر گنج کے حلقے میں [illegible] سید علی ظہیر صاحب ایک نوجوان بیرسٹر ہیں انکا [illegible] امید تھی کہ [illegible] مسٹر شیخ احمد عباسی کی حقیقت کی باعزت ممبری کا تخت پہنچینگے [illegible] اب تین سال [illegible] شدت برداشت کرنا پڑیگی۔

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے پیچ پیچ سوالوں میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح شروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصۂ دوم

شائع ہوا ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے اساتذۂ فن کے علم سفینہ کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہو ری نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار رہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جیسے کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت جلد اول للعہ قیمت جلد دوم ہشہ

محصول ڈاک ہر حال میں ذمہ خریدار

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج ہائی کورٹ الہ آباد کے کارآمد خلائق مصنفات یہ وہ نادر تصنیفات ہیں جنھوں نے اردو زبان کو علمی بنا دیا ہے ملک کے ہر ایک بچہ کو پڑھایئے اور کام کا آدمی بنایئے اگر خود پڑھیئے تو زندگی کی قیمت بڑھایئے۔

افراد کاسب۔ پیشہ ور کے مطالعہ کی چیز ہے۔ اردو ۱۲ /

الدین اور الکون۔ یعنی موازنہ مذہب و سائنس اردو ۱۲ /

علم الاخلاق (مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل تھی اردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل تھی) مجلد قیمت مع محصولڈاک عہ

سور عامہ۔ عربی فلسفہ عقلی کا کارآمد متن ۴ /

زائد خریداروں کو کمیشن دیا جائے گا

المشتہر

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ ۱۹۲۷ء

کی چند مکمل جلدیں دفتر میں برائے فروخت موجود ہیں قیمت فی جلد سے مع محصولڈاک۔ مشتاقین جلد طلب فرمائیں۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) نقد روپیہ پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کردی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے پڑنا پرچہ واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جن صاحب کو قوت مردی کا مکمل اور بےنظیر علاج کرانا ہو تو اس پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔ جواب کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیے۔

سید حاتم حسین رضوی متصل غسل خانہ پاٹانالہ لکھنؤ